غالب کی فارسی نعتیہ شاعری

ڈاکٹر غلام اکبر،صدرِ شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی،فیصل آباد

محمد سرور، سکالر ایم۔فل،شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی،فیصل آباد

Abstract

Ghalib is know as a wonderful poet of Ghazal in Urdu and Persian. In this article, Ghalib's Persian Na'at has been discussed by different aspects.

مرزا اسداللہ خان غالب کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ اردو اور فارسی کے بلند پایہ شاعر' نثر نگار اور ماہر لغت نویس کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ بطور شاعر انہوں نے ان دونوں زبانوں میں اپنے فن کے کمال جوہر دکھائے ہیں۔ اگرچہ غالب نے شاعری کا آغاز اردو میں شعر گوئی سے کیا لیکن اس دور میں فارسی کی اہمیت وحیثیت کے پیش نظر فارسی شاعری اور نثر نگاری کو زیادہ اہمیت دی اور اپنے بہت سے اردو کلام کو خارج از دیوان کر دیا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ گیارہ ہزار اشعار پر مشتمل کلیات فارسی کے مقابلے میں اردو دیوان صرف اٹھارہ سو اشعار پر مشتمل ہے۔ غالب کی آرزو تھی کہ اس کے فارسی کلام ہی کو پڑھا جائے اور اردو کلام کو نظر انداز کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے خود کو فارسی شاعر کہلوانے اور منوانے پر بھی زور دیا ہے فرماتے ہیں:

فارسی بین تا بہ بینی نقش ہائے رنگ رنگ   بگزر از مجموعہ اردو کہ بی رنگ من است

فارسی بین تا بدانی کاندر اقلیم خیال   مانی وارژنگم و آن نسخہ ارتنگ من است[۱]

اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا نے ان کی اس بے رنگ شاعری میں بھی اتنے رنگ دیکھے ہیں کہ اس پر فریفتہ ہوگئی اور غالب کی وجہ شہرت اردو شاعری اور اردو خطوط ہی بن گئے اور فارسی کلام جس میں غالب کی حقیقی عظمت جلوہ گر تھی لوگوں کی توجہ حاصل نہ کر سکا۔ جب ہم غالب کی نعتیہ شاعری پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ واقعی یہ نقش ہائے رنگ رنگ فارسی شاعری میں جا بجا بکھرے پڑے ہیں اور ان کا یہ دعوی درست اور صحیح ہے کیونکہ اُردو شاعری میں غالب کا کوئی گرانقدر نعتیہ کلام نہیں پایا جاتا سوائے اس مشہور غزل کے جس میں معراج النبی ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

بزم شہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا   رکھیو یارب یہ در گنجینہ گوہر کھلا

اس کی امت ہوں میں میرے رہیں کیوں کام بند

واسطے جس شہ کے غالب گنبد بے در کھلا[۲]

لیکن یہ اشعار اتنے نہیں کہ ان کو نعت گو شعراء کی صف میں کھڑا کر سکیں اس کے مقابلے میں ان کی فارسی شاعری کا دامن بہت وسیع ہے۔اس میں غزل، قصیدہ، مثنوی اور قطعہ کی ہیت میں قابل قدر اور بیش قیمت سرمایہ نعت موجود ہے۔ان کی یہ نعتیں مضامین اور اسالیب کے نقطہ نظر سے بڑی متنوع اور توجہ کی طالب ہیں اور ان نعتوں میں انکا انداز بیان سلیس اور سادہ ہے۔ان نعتوں سے غالب کی قرآن وحدیث، اسلامی تاریخ اور اسلامی فلسفہ سے آشنائی اور فارسی شاعری پر مہارت ظاہر ہوتی ہے۔کلیات غالب فارسی میں نعتیہ اشعار کی تفصیل اس طرح ہے۔

مثنوی:

مثنویات میں مثنوی ابر گوہر بار کو نعت کے سلسلے میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔یہ مثنوی توحید، مناجات، نعت، بیان معراج اور منقبت کے عنوانات پر مشتمل ہے۔جس کا مطلع اس طرح ہے۔

بنام ایزدا ے کلک قدسی صریر　　　بہر جنبش از غیب نیرو پذیر
زمہرم بدل ہچو آہ اندر آئی　　　ز دل تا بر آرم بگردون بر آئی۳

نعت کا آغاز اپنے قلم کی تعریف میں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نعت لکھنے والی قلم کی آواز فرشتے کے نزول جیسی ہے اور اس کی حرکت غیب سے قوت پاتی ہے۔اے نعت محبت بھری آہ کی مانند میرے دل میں اتر اور جب تو مکمل ہو کر سامنے آئے تو تمہاری اتنی پرواز ہو کہ آسمان تک رسائی حاصل کر لے۔یہ نعت ۱۵۷ اشعار پر مشتمل ہے۔اس میں غالب نے مدح نبوی کے خوب جوہر دکھاتے ہیں فرماتے ہیں

درودے بہ عنوان دفتر نویس　　　بہ دیباچہ نعت پیمبر نویس
محمد ﷺ کز آئینہ روے دوست　　　جز بینش نداشت دانا کہ اوست۴

حضور ﷺ کی ذات خدوند تعالی کے جلوے کی آئینہ دار ہے۔کسی صاحب نظر کو دونوں میں فرق محسوس نہیں ہو سکتا۔بلاشبہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات دونوں جہانوں کے لئے باعث رحمت ہے لیکن غالب کیا دلکش انداز میں فرماتے ہیں۔

بدنیا ز دین روشنائی دہی　　　بہ عقبی ز آتش رہائی دہی۵

آپ ﷺ نہ صرف دُنیا میں دین کی روشنی پھیلانے کی وجہ سے رحمت ہیں بلکہ آخرت میں جہنم سے نجات کا باعث بنیں گے۔حضور ﷺ خاتم المرسلین ہیں غالب اس بات کو کس دلنشین انداز میں بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

کہ تا گردش چرخ نیلوفری　　　بود سبز جا لیش بہ پیغمبری۶

اس نعت کے بعد مثنوی ''بیان معراج'' جو کہ ۲۸۱ اشعار پر مشتمل ہے۔یہ مثنوی ابر گوہر بار کا حصہ ہے۔
مثنوی میں معراج نامے لکھنے کی روایت تسلسل سے چلی آرہی ہے کیونکہ معراج النبی تاریخ اسلام کا اہم ترین واقعہ ہے۔اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو اپنی ملاقات سے شرف یاب فرمایا اور جنت و دوزخ کی سیر کروائی۔

جس کا تذکرہ قرآن و حدیث میں تفصیلاً ملتا ہے۔ غالب سے قبل ابن العربی کی ''فتوحات مکیہ'' حکیم سنائی کی ''سیر العباد الی المعیاد''اور امیر خسرو کی ''نہ سپہر'' میں اس کا ذکر ملتا ہے۔لیکن غالب نے مثنوی ''بیان معراج'' میں حضورﷺ کے سفر معراج کے واقعات اپنی محبت' عقیدت اور شاعرانہ خیال آرائی کے سہارے اور علم نجوم اور سائنس کو اساس بنا کر بیان کئے ہیں۔ غالب نے اس مثنوی کا آغاز رات کی تعریف سے کیا ہے

شبی بود سر جوش لیل و نہار ہمانا در اندیشہ روزگار۷

تیس اشعار میں اس رات کی مختلف پیرایوں میں توصیف کی ہے اور تخیل کے کمال جوہر دکھائے ہیں۔

بہ گیتی روان بود دریائے نور۸ زبس ریزش نور بالائے نور

گویا اس رات دنیا میں نور کے سمندر بہہ رہے تھے اور پھر جبرئیل اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے اور کہا

خداوند یکتا بتو گفتہ است۹ توئی کانچہ موسیٰ باو گفتہ است

موسیٰ علیہ السلام نے تو خدا سے دیدار کا تقاضا کیا تھا اور اب خدا آپ سے وہی تقاضا کر رہا ہے پھر اس کے بعد براق کی سبک رفتاری کو بڑے دلکش پیرائے میں بیان کیا ہے۔ بیت المقدس کے بعد غالب نے حضورﷺ کا اگلا پڑاؤ فلک قمر پھر فلک دوم یعنی عطارد پھر فلک زہرہ' فلک شمس' فلک مریخ پھر چھٹے آسمان پر حضرت ابراھیم سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ساتویں آسمان کا سیارہ زحل ہے پھر آٹھویں آسمان کو''راس اور بروج'' کا آسمان کہا ہے آخری مرحلہ عرش معلیٰ کا تھا۔جس کے متعلق غالب یوں گویا ہوتے ہیں۔

سراپردہ خلوتستان راز رہے نامور پایہ سرفراز

بہ پیوند ہستی بدان پایہ بند۱۰ سررشتہ نازش چون و چند

مثنوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب نے واقعہ معراج کے حقایق اور تفصیلات جو احادیث میں مذکور ہیں ان سے سراسر اغماض برتا ہے البتہ علم نجوم کے ہنر کو خوب آزمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں علوم نجوم سے کافی شغف تھا۔اس مثنوی میں غالب نے حسن تدبر' جدت خیالات' تشبیہات اور استعارات' جدت ادا' جدت تراکیب کے علاوہ تفکر اور تخیل کے بھی خوب جوہر دکھائے ہیں۔

اگلی نعتیہ مثنوی کا عنوان ''بیان نمودار ی شان نبوت ولایت کہ درحقیقت پرتو نورالانوار حضرت الوہیت ست''۔ یہ مثنوی ۱۲۸ اشعار پر مشتمل ہے۔اس مثنوی میں غالب نے حضور نبی اکرمﷺ کے رحمتہ اللعالمین اور خاتم النبین ہونے پر روشنی ڈالی ہے اور قرآن و احادیث کی روشنی میں مدلل انداز میں بحث کی ہے اور آپ کے مقدم بالزمان ہونے کے مضامین بڑے اچھوتے اسلوب میں نظمکئے ہیں۔اس مثنوی کا آغاز اس شعر سے کرتے ہیں۔

می نگارم نکتہ چند از اصول۱۱ بعد از حمد ایزد و نعت رسول

پہلے اصول میں میں حضورﷺ کے نور ہونے کے مضمون کو مختلف طریقوں سے واضح کیا ہے۔

مشعل از نور محمدﷺ پیش کرد۱۲ جلوہ اوّل کہ حق بر خویش کرد

شد عیان زان نور در بزم ظہور ہر چہ پنہان بود از نزدیک و دور ۱۳؎

اس مثنوی کے ابتدائی گیارہ اشعار نعت نبوی کے ہیں اور بعد ازاں اولیائے کرام کے فیضان کا تذکرہ ہے جو آپ ﷺ ہی کے حوالہ سے ہے یعنی اللہ تعالی نے مخلوق کی رہنمائی کے لئے نبی مبعوث فرمائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ پر یہ سلسلہ ختم ہوا تو خلافت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور ان کے بعد یہ ذمہ داری اولیاء کرام کو سونپ دی گئی۔ یہ مثنوی فقہی اور کلامی مباحث پر مشتمل ہے اس لئے اس میں شعریت کی کمی ہے اور اس کا اسلوب سادہ ہے۔

قصائد:

کلیات غالب کی دوسری جلد قصائد پر مشتمل ہے جن کی تعداد چونسٹھ ہے۔ ایک قصیدہ توحید دو نعت اور ایک نعت و منقبت دونوں اور بقیہ سلاطین و امرا کی مدح پر مشتمل ہیں۔ پہلا نعتیہ قصیدہ پینسٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کے دو مطلع ہیں مطلع اوّل ۳۷ اشعار اور مطلع ثانی کے اٹھائیس اشعار ہیں۔ پہلا مطلع اس طرح ہے۔

مرا دلیست بہ پس کوچہ گرفتاری کشادہ روی تر از شاہدان بازاری ۱۴؎

اس قصیدے کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ایک اچھے قصیدے کے تمام لوازم موجود ہیں زور دار تشبیب پر لطف گریز پر جوش مدح اور دلنشین حسن طلب کے ساتھ ساتھ حسن عقیدت اور زور کلام قدم قدم پر نمایاں ہے۔ اس قصیدے کی تمہید میں اپنے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے حاسدین کے حسد اور معاصرین و اسلاف پر اپنی برتری کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

شد آنکہ ھمقدمان راز من غباری بود زرفتگان بگذشتم بہ تیز رفتاری

مسنج شوکت عرفی کہ بود شیرازی مشو اسیر زلائی کہ بود خوانساری

بسومنات خیالم درآی تا بینی روان فروز بر دوشہای زناری ۱۵؎

وہ وقت گزر گیا کہ میرے معاصرین سے میرا مقابلہ تھا اب تو میں ماضی کے نامور کے نامور شعرا سے بھی آگے گزر گیا ہوں اب عرفی اور زلالی کو چھوڑ اور میرے خیالات کے سومنات میں جھانک کر دیکھ کہ اس کے جلوے سے روح منور ہو جاتی ہے پھر گریز کی طرف آتے ہیں۔

جحیم جو شدم از پردہ نفس چو مرا بود بے جان عدوی نبی شرر کاری

بہشت ریز دم از گوشہ ردا کہ مرا زخوان نعت رسولت زلہ برداری ۱۶؎

فرماتے ہیں کہ میرے سینے میں سانس سے دوزخ بھڑک رہا ہے تا کہ حضور ﷺ کے دشمنوں کو جلا دوں۔ حضور کی مدح رائی کی وجہ سے میری چادر سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ اس کے بعد والے اشعار میں نعت کے خوب جلوہ دکھاتے ہیں۔

عدو کشے کہ ز چاک کنار توقیعش دریدہ تا دل خسرو جراحت کاری ۱۷؎

آپ ﷺ سے عداوت رکھنا ہلاکت کا باعث ہے جیسا کہ خسرو پرویز: آپ ﷺ کا نامہ مبارک چاک کیا تو

اس کے بیٹے شیرویہ نے کاری ضرب سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عاشقان نبوی ﷺ سال ہا سال سے ثنائے خواجہ میں مصروف ہیں اگر چہ بات تو ایک ہی ہے لیکن ہر کوئی اپنے انداز میں کرتا ہے اس مضمون کو یوں بیان کرتے ہیں۔

سخن یکسیت ولی درنظر سرعت سیر کند چو شعلہ جوالہ نقطہ پرکاری ۱۸

حضور ﷺ کی عنایتوں اور شفقتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ولی باین ہمہ درماندگی چو یاد آرم زرحمتی کہ بحال جہانیاں داری

زھم فرو گسلد بند بند فتنہ اگر بقدر ذوق ببالم درین گرفتاری ۱۹

دوسرا نعتیہ قصیدہ ایک سو اشعار پر مشتمل ہے اور اس کا مطلع یوں ہے۔

آن بلبلم کہ در چمنستان بشاخسار بود آشیان من شکن طرہ بہار ۲۰

غزلیات:

غالب کی فارسی غزلیات میں اگر چہ نعت کا سرمایہ بہت کم ہے لیکن جو ہے وہ کئی دیوانوں پر بھاری ہے اور نعت خواں کے لئے توشہ آخرت بھی۔ غزل نمبر ۳ اگر چہ مکمل طور پر نعتیہ اشعار پر مشتمل نہیں ہے لیکن اس کے زیادہ تر اشعار نعتیہ رنگ میں ڈوبے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اس کے کچھ اشعار ایسے ہیں جو دوسروں کو بھی اسی ضمن میں شمار کے قابل بنا دیتے ہیں۔

ای خاک درت قبلہ جان ودل غالب کز فیض تو پیرایہ ھستیست جہان را ۲۱

اے نبی محترم ﷺ تیرے در کی خاک غالب کے لئے قبلہ دل و جان ہے کیونکہ تو باعث تخلیق کائنات ہے۔

تا نام تو شیرینی جان دادہ بہ گفتن درخویشفر و بردہ دل از مہر زبان را

برامت تو دوزخ جاوید حرامست حاشا کہ شفاعت نہ کنی سوختگان را ۲۲

میری شعری عظمت تیری نعت کے ہی مرہون منت ہے۔ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ آپ ﷺ کی امت پر دائمی دوزخ حرام ہے۔ اور یہ آپ کی شفاعت ہی کے باعث ممکن ہوگا۔ غالب کی نعتیہ شاعری کی معراج وہ نعتیہ غزل ہے جس کی ردیف محمد ﷺ است ہے۔ یہ ایسی نعت ہے جس کا ایک ایک شعر اپنے اندر معنی کے سمندر سموئے ہوئے ہے۔ اور قرآنی تعلیمات کا ترجمان ہے۔

حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد ﷺ است آری کلام حق بہ زبان محمد ﷺ است ۲۳

حضور ﷺ کی زبان مبارک پر آنے والی ہر بات حق ہے اور خدائے برحق کی طرف سے ہی ہے۔ جیسا کے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۲۴ (میرا محبوب تو میری منشا کے علاوہ کچھ زبان پر نہیں لاتا)۔ اسی نے قرآن پاک اور حدیث مبارکہ دونوں کو لازم و ملزوم بنا دیا ہے اور قرآن

مجید کا عربی زبان میں ہونا بھی حضورﷺ کی نسبت سے ہی ہے۔

آئینہ دار پرتو مہر است مہتاب شان حق آشکار زشان محمد است ۲۵

چاند کی روشنی میں سورج کی روشنی کا عکس ہوتا ہے اسی طرح حضورﷺ کی شان سے اللہ تعالی کی شان آشکار ہے۔ جس طرح چاند سورج سے روشنی حاصل کر کے دنیا تک پہنچاتا ہے اسی طرح رسول اللہﷺ کی تمام عظمتیں اور رفعتیں اللہ تعالی کی عطا ہیں تو لیکن اللہ تعالی کی عظمتوں کا مظہر ہیں۔

تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است اما کشاد آن ز کمان محمدﷺ است ۲۶

حواشی:

۱۔ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، کلیاتِ غالب، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۲ء)، ص: ۱۳

۲۔ دیوانِ غالب، (لاہور: نیا ادارہ، ۱۹۶۵ء)، ص: ۳۹۔۴۰

۳۔ کلیاتِ غالب، جلد اوّل، ص: ۲۴۵

۴۔ ایضاً، ص: ۲۴۶ ۵۔ ایضاً، ص: ۲۴۸ ۶۔ ایضاً، ص: ۲۵۰

۷۔ ایضاً، ص: ۳۵۳ ۸۔ ایضاً، ص: ۳۵۷ ۹۔ ایضاً، ص: ۳۶۰

۱۰۔ ایضاً، ص: ۳۷۶ ۱۱۔ ایضاً، ص: ۳۸۰ ۱۲۔ ایضاً، ص: ۲۹۳

۱۳۔ ایضاً، ص: ۲۹۴

۱۴۔ کلیاتِ غالب، جلد دوم، ص: ۶

۱۵۔ ایضاً، ص: ۷ ۱۶۔ ایضاً، ص: ۸ ۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ایضاً، ص: ۱۰ ۱۹۔ ایضاً، ص: ۱۱ ۲۰۔ ایضاً، ص: ۱۲

۲۱۔ کلیاتِ غالب، جلد سوم، ص: ۷

۲۲۔ ایضاً، ص: ۷ ۲۳۔ ایضاً، ص: ۱۱۳

۲۴۔ سورۃ نجم، آیت نمبر ۴

۲۵۔ کلیاتِ غالب، جلد سوم، ص: ۱۱۳

۲۶۔ سورۃ الانفال، آیت نمبر ۱۷

مآخذ:

۱۔ دیوان غالب، لاہور: نیا ادارہ، ۱۹۶۵ء۔

۲۔ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، کلیاتِ غالب، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۲ء۔